کیا کہ آؤ ہمسے عربی میں اور شاعری میں مقابلہ کرلو۔ اس جواب کو دیکھکر مجھے ایک نقل یاد آئی جو مینے ایک معمر شخص میاں نظام الدین مرحوم ساکن محلہ سید مٹھا لاہور سے سنی تھی۔ کہ کسی پیر مرد نے ایک جوان عورت سے نکاح کیا تھا۔ جب سپیشل ڈیوٹی (خدمت خاص) کا وقت آیا تو آپ سے کچھہ نہو سکا۔ اسپر اس عورت نے آپکو شرمندہ کیا تو آپ اُسکی مقابلہ ہاتھ اپنا نکالکر فرماتے کیا ہیں۔ کہ آؤ ذرا مردوں سے پنجہ تو لڑاؤ۔ یہی حال کادیانی کی اس جواب کا ہے۔ ہمارے ۸۵ سوال کا جواب باصواب دیکر پیشگوئی متعلق موت خسر فرضی کا الہامی ہونا آپ ثابت نکر سکے تو آپ فرماتے ہیں آؤ عربی و شاعری میں تو میرا مقابلہ کرو۔ اسکی جواب میں ادب سے عرض ہے کہ اس مقابلہ کے لئے بھی حاضر ہوں۔ مگر آپ پہلے میرے ان سوالات کا جواب تو دیں مثلاً اگر آپ نجوم۔ رمل۔ جفر۔ مسمریزم نہیں جانتے اور ان لوگوں سے جنکا سوالات میں ذکر ہوا ہے کچھہ نہیں سیکھے تو صاف انکار کریں۔ اور پھر ان اعتراضات کا جواب دیں جو اس انکار پر وارد ہوتے ہیں اور ہونگے۔ اور اگر جانتے ہیں تو صاف اقبال کرکے یہ مان لیں کہ اس حالت میں آپکی اس پیشگوئی کا الہامی ہونا متعین و متیقن نہیں رہتا۔ اسی طرح جملہ سوالات کے جواب دیکر ان نتائج و اعتراضات کو جو ان جوابات سے پیدا ہوتے ہیں قبول کریں یا انکا جواب دیں اور اگر آپ ان سوالات کے جواب سے عاجز ہیں اور اس پیشگوئی متعلق موت خسر فرضی کا الہامی ہونا ثابت نہیں کر سکتے تو اس امر کا صاف اقرار کریں اور اس پیشگوئی کو واپس لیں اسکے بعد بالمقابلہ عربی میں تفسیر لکھنے کو اپنے ملہم و مؤید ہونے کی دلیل بتا دیں۔ یا کوئی دلیل اپنے الہامی اور مؤید من اللہ ہونیکی پیش کریں۔ اسکے کیا معنے اور کیا وجہ کہ جس پیشگوئی کے الہامی ہونے میں پہلی بحث درپیش ہے۔ اور اسپر ہمنے ۸۵ سوالات کئے ہیں انکو بلا جواب چھوڑ کر آپ بحث کو دوسری طرف لیجاتے ہیں کیا دنیا کے سبھی لوگ آپکے دام افتادہ حمقا کیطرح عقل و فہم و انصاف سے بالکل معری ہو گئے ہیں۔ کہ وہ آپکے اس داؤ کو نہ سمجھینگے اور آپکی اس درخواست کو لائق قبولیت و جواب خیال کرلینگے۔ ہرگز نہیں۔ اے **ناظرین**۔ حق کی طالبین کادیانی تو دیدہ دانستہ یہہ دہوکہ دے رہا ہے۔ وہ اس بات کو کب مانیگا۔ آپ لوگ اپنے خداداد فہم و انصاف سے کام لیں اور اس دہوکہ بازی میں انکو ملزم کریں۔ وہ نہ مانے تو اسکے دجال ہونیکا یقین کریں اس **درخواست** کی وجہ اور حقیقت ناظرین کو معلوم ہوئی تو اب **انکو معلوم** ہو کہ تحریر متضمن درخواست مذکور میں کادیانی نے عجیب روباہ بازی کی ہے منجملہ ہمارے ۸۵ سوالات کے صرف ایک سوال کا قطعی جواب دیا ہے اور چار سوالات کے جواب میں صرف روباہ بازی سے کام لیا۔ اور ناواقف مسلمانوں کو دہوکہ دیا ہے لہذا اس تحریر کا جواب ایک مستقل اور جداگانہ مضمون میں دینا مناسب ہے جو ذیل میں معروض ہے۔

کادیانی کی پردہ دری

ہمارے سوالات کے جواب صاف سے اس کی درماندگی

اور

اس درماندگی کی وجہ سے اسکا رجوع بہ فحش گوئی و دشنام دہی

جو اعاذہ رحمانی رد وساوس کادیانی کا نمبر ۵ ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ÷ میلش اندر طعنۂ پاکاں کند
چو حجت نماند جفا جوے را ÷ بپرخاش برظلم نہد روے را

کادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام کی جناب میں طعن و بے ادبی کو حد کمال تک پہنچا یا اور خدا تعالی پر افترا پردازی کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ تو خدا تعالی نے اسکا پردہ پھاڑ دیا۔ اور اسکا بھانڈا پھوڑ دیا۔ اور اپنے خادم دین اشاعۃ السنۃ النبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ کو اسکی پردہ دری کے لیے مامور و موفق کیا۔ اور تائید غیبی کے ابواب کو اسپر مفتوح کر دیا۔ اور ادہر کادیانی کے دلمیں یہ ڈالدیا کہ وہ اشاعۃ السنہ کے منہ آوے اور اُس سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہے۔ اور اپنی پردہ دری کراتا رہے۔ اس قرارداد قضا و قدر کے مطابق کادیانی نے پہلے اُنجام آتھم ایک مسند الہام (یا یوں کہو کہ شیطانی احتلام) کا ڈھنڈورا سنایا۔ اسکا جواب زلزال شکن پایا تو یہ پیشگوئی متعلق موت خسر فرضی کو اسنے اشاعۃ السنہ کے سامنے پیش کیا۔ اسپر اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ و ۲ جلد ۱۵ میں ۸۵ سوالات کا جرح کیا گیا۔ تو اس سے کادیانی بالکل مجروح و مذبوح ہو گیا۔ اس حالت مجروحی میں جو اس سے حرکت مذبوحی ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسنے ان ۸۵ سوالات میں سے صرف ایک سوال کا قطعی جواب دیا۔ اور ۸۴ سوالات کے جواب میں روباہ بازی سے کام لیا۔ اور آیندہ اس بحث کو ٹلا کر ایک یہ نیا سوال پیش کر دیا کہ آؤ مجھسے عربی میں اور شاعری میں مقابلہ کر لو۔ اس نئے سوال کا جواب اعادہ نمبر میں بصفحہ (۱۹۰) دیا گیا ہے۔

اُس ایک سوال (نمبری ۲۴) کا جواب جو اسنے قطعی دیا ہے۔ وہ یہ ہے جو وساوس کے ص ۱۰۴ میں درج ہے۔ کہ "میں نے اُن کی نسبت باون ۵۲ سال کی عمر کو پہونچکر فوت ہونے کی پیش گوئی ہرگز نہیں کی۔" اور اسکے ساتھ دو گالیاں بھی سنا دی ہیں۔

اسکا ازالہ اور اسکے ضرب سے اعادہ

گالیوں کے جواب کا ابھی وقت نہیں آیا۔ رہا جواب انکار سو یہ ہے کہ آپ لاہور میں ایک مجلس میں آنا منظور کریں۔ اسمیں آپکے اُن چھپے حواریوں کو جو یہ پیش گوئی آپکی طرف سے ظاہر کر چکے ہیں۔ اظہار و بیان ثقات کی شہادت کو پیش کیا جائیگا۔ وہ شہادت سچی اور شرعاً معتبر ثابت ہوئی تو آپ پر جھوٹ کا الزام قائم ہوگا۔ یا آپکے ان حواریوں پر۔ بہر حال ہمارا جھوٹا کہیں نہ جائیگا۔ آپ نہیں یا آپکا کوئی حواری۔ شق دوم آپکا نبیسے بیزار ہونا آپکے دعوی ولایت و مسیحائیت و مجددیت کو بٹہ لگائیگا جن چار سوالات کا جواب کادیانی نے غیر صریح اور دہوکہ کی آڑ میں دیا ہے اور اسمیں روباہ بازی سے کام لیا ہے۔ از انجملہ سوال نمبر ۴ و ۷ ہیں جو رسالہ کے صفحہ ۲۶ میں منقول ہیں

انکے جواب میں قادیانی نے کذب صریح سے کام لیا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔ نمبر ۲ کے جواب میں ہلا وس کے صفحہ ۱۰ میں کہا ہے اس سوال سے معترض نادان کی یہہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ گویا اس عاجز کی کوئی پیش گوئی خلاف واقعہ نکلی ہے۔ تیس واضح ہو کہ یہہ فیصلہ تو آسان ہے۔ معترض پر واجب ہے کہ ایک جلسہ مقرر کرکے وہ الہام اس عاجز کا پیش کرے جو بقول اسکے نفس الہام میں غلطی ہو نمبر ۲ کے جواب میں کہا ہے محجوب نادان اس عاجز کی کوئی پیش گوئی آجتک جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تین ہزار کے قریب ابتک سچی نکلی ہیں۔

اس کذب اور دھوکہ کا ازالہ اور اسکے شر سے مسلمانوں کا اعاذہ

ازیں چہ بہتر۔ جلسہ میں آپ آنا منظور کریں تو روز کا جھگڑا طے نہو جائے ؟ جلسہ میں آنا تو آپکے لیے موت سے بدتر ہے۔ کیونکہ اسمیں آپکی قلعی کھلتی ہے جب ادہر سے جلسہ کے لیے بلایا جائیگا۔ تو آپ ایسی شروط پیش کرینگے جنسے انعقاد جلسہ دشوار بلکہ محال ہو جائے۔ یہہ بات سچ نہیں تو آپ منظوری حاضری جلسہ سے اطلاع دیں پھر مقام و تاریخ مقرر کرکے آپکو بلایا جائیگا اور اس جلسہ میں ثابت کیا جائیگا کہ تین ہزار کجا تین بلکہ ایک بھی پیشگوئی آپکی الہامی اور سچی نہیں۔ جو پیشگوئی آپنے اسوقت تک کی ہے اسمیں کذب اور فریب اور دھوکہ بازی سے کام لیا ہے۔ اس امر کی تصدیق ہمارے ناظرین کو ہماری اسی کلام سے ہو جاویگی جو آپکی چند پیشگوئیوں کی نسبت ہم کر چکے ہیں۔ فمنجملہ سوال نمبر ۸ ہے جو رسالہ کے صفحہ ۲۶ میں منقول ہے اور اسکا تعلق سوال نمبر ۴ سے ہی ہے جو صفحہ ۳۷ میں منقول ہے انکے جواب میں قادیانی نے عجب کید کیا اور روباہ بازی سے پورا کام لیا۔ چنانچہ صفحہ ۶۰۰ وساوس میں کہا ہے۔ آپ جیسے نابکار معترضوں نے انبیاء پر بھی الزام لگائے تھے۔ حضرت ابراہیم پر جھوٹ کی تہمت اور حضرت موسے و حضرت عیسے پر مال حرام کی۔ اور اس سے پہلے صفحہ ۵۹۷ میں اسکی تشریح ان الفاظ سے کی ہے۔ یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیا سے ظہور میں آتے رہے ہیں۔ کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بیہودہ اور شرمناک کام تھے۔ جیساکہ حضرت موسے علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لیجانا اور بہیہ اپنے صرف میں لانا اور حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اسکا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا استعمال کرنا اور اسکے لگانے سے روک ندینا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغگوئی میں داخل تھا۔ اس تشریح سے قادیانی نے یہہ جتایا ہے۔ کہ اللہ دیا نامی تائب

طوائف کا مال کادیانی نے لیا تھا۔ وہ بھی اسی قسم سے تھا جو بظاہر نادانوں کی نظر میں ناجائز اور برا تھا۔ مگر درحقیقت اسمیں دقیق سرّ (بھید) تھا جیسے حضرت عیسے علیہ السلام کے عطر مذکور کو استعمال کرنے میں سرّ تھا۔ پھر اس سرّ کی تشریح میں اپنے رسالہ دس کے صفحہ ۱۰۰ میں ایک اصول بیان کیا اور کہا "اصل حقیقت یہہ ہے کہ تمام حقوق پر خداتعالے کا حق غالب ہے۔ اور ہر ایک جسم اور روح اور مال اسی کی ملک ہے۔ پھر جب انسان نافرمان ہو جاتا ہے۔ تو اسکی ملک اصل مالک کیطرف عود کرتی ہے۔ پھر اُس مالک حقیقی کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو بلا توسط رسل نافرمانوں کے مالوں کو تلف کرے۔ اور انکی جانوں کو معرض عدم میں پہنچا دے۔ اور یا کسی رسول کے وسطہ سے یہہ تجلی قہری نازل فرماوے۔ بات ایک ہی ہے۔ اسی طرح خضر کے کاموں کی مانند ہزاروں امور ہوتے ہیں جو انبیاء اور محدثین پر انکی خوبی ظاہر کیجاتی ہے۔ اور وہ ان کاموں کے لیے مامور کیے جاتے ہیں۔ اور انکے کاموں میں جو لوگ عجلت سے مخالفانہ دخل دیتے ہیں وہی ہیں جو ہلاک ہوتے ہیں۔"

اس کید وکذب کا ازالہ اور مسلمانوں کا اس کی شر سے اعاذہ

حضرت ابراہیم وحضرت موسے علیہما السلام کے قول و فعل سے تو کادیانی کے فعل استعمال مال حرام کو کوئی مناسبت اور مشابہت نہیں۔ کادیانی کے استعمال مال حرام کے جواز کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔ اور حضرت ابراہیم وحضرت موسے علیہما السلام کے قول و فعل کے راست و درست ہونیکے وجوہات ظاہر ہیں۔ حضرت ابراہیم جو تین باتیں کہی تھیں (ان بتوں کو انکے بڑے نے توڑا ہے: یعنی وہی انکا سبب ہوا۔ اسنے مجھے غصہ میں ڈالا تو میں نے اس سبب سے اسکو توڑا۔ یا یہہ کہ تمہارے خیال میں یہہ کچھ کر سکتا ہے تو اسنے توڑا ہے۔ یا یہہ کہ اگر یہہ بولتے ہیں تو اسنے توڑا ہے وعلی ہذا القیاس۔ (۲) میں بیمار ہو جاؤنگا یعنی تمہارے میلے میں جانے سے گناہ کی بیماری میں مبتلا ہو جاؤنگا۔ (۳) سارہ میری بہن ہے۔ یعنے دین اور ایمان میں بہن ہے) انکے حقائق ومحامل صحیحہ موجود ہیں۔ لہذا وہ حق اور درست ہیں گو ناواقف کی نظر میں بحسب ظاہر جھوٹ معلوم ہوتے ہیں۔ اور حضرت موسیٰ کا مصریوں کے برتن اور زیورات مستعار لیکر کام میں لانا اس وجہ سے تھا کہ مصری حضرت موسیٰ کو حربی تھے۔ اور حضرت موسے اور انکی قوم کو سخت تکلیف پہنچاتے تھے۔ بناءً علیہ ایسے حربیوں اور موذیوں کا مال حضرت موسیٰ اور انکی قوم کے لیے مباح تھا۔ جس جائز ذریعہ سے وہ چاہتے لے سکتے تھے

ؔ جیسے ایک نابالغ لڑکے کو مار دینا یا ایک چلتی کشتی کی تختی اکھاڑ دینا۔

لہذا ان دو تو حضرات کے ان اقوال و فعل کی دست آویز سے آپ کا اپنے فعل کو جائز کرنا اور اسکو اپنی نظیر قرار دینا مسلمانوں کو ایک صاف دہوکہ دینا ہے۔ ہاں حضرت مسیح کے فعل کی وہ صورت جو آپنے بیان کی ہے۔ وہ صورت آپکے فعل سے ملتی اور مشابہت رکھتی ہے۔ مگر اس صورت کے بیان میں بھی آپنے کذب سے کام لیا۔ پھر اس سے استدلال کرکے اپنے فعل کو صحیح کرنے سے انکو سخت دہوکہ دیا ہے۔ اور در حقیقت نہ وہ صورت واقعی صورت ہو اور نہ وہ آپ کے فعل کے جواز پر شرعی دلیل ہو سکتی ہے۔ جسکی تفصیل بہ وجوہات مفصلہ ذیل سے کیجاتی ہے۔

اول۔ اناجیل اربعہ میں جو قصہ عطر بیان ہوا ہے۔ اسمیں یہ تصریح یا اشارہ کہیں پایا نہیں جاتا۔ کہ جس عورت نے وہ عطر حضرت مسیح کو ملا تھا وہ فاحشہ یعنی رنڈی یا کنچنی تھی۔ اور اسکی ساری کمائی حرام کی تھی۔ یا خاص کر وہ عطر مال حرام سے تھا جیسا کہ کادیانی نے دعوی کیا اور اسمیں افترا سے کام لیا ہے۔ متی کی انجیل باب ۲۶۔ آیت ۶ میں ہے جو وقت یسوع شمعون کوڑہی کے گھر میں تھا۔ ایک عورت سنگ مرمر کے عطر دان میں قیمتی عطر اسکے پاس لائی جب وہ کھانے بیٹھا اسپر ڈالا۔

ایسا ہی انجیل مرقس کے باب ۱۴۔ آیت ۳ و ۴ میں اسکو صرف ایک عورت کہا گیا ہے۔ اسکو فاحشہ اور اسکے مال کو حرام نہیں کہا گیا۔

انجیل لوقا کے باب ۷۔ آیت ۳۷ میں اسکو گناہگار کہا گیا ہے۔ جس کے اطلاق سے انجیل کے رو سے کوئی بشر خالی نہیں۔ زنا کار یا حرام کی کمائی والے اسمیں بھی نہیں کہا گیا۔

انجیل یوحنا میں اس عورت کا نام مریم بتایا گیا ہے۔ جو حضرت مسیح کی ایک شاگرد کا نام ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ فاحشہ نہ تھی۔[1] جسکا پیشہ حرام کاری اور اسکا مال زنا کی کمائی ہو۔ کادیانی نے اس عورت کو فاحشہ اور اسکے عطر کو حرام کی کمائی لکھنے میں افترا سے کام نہیں لیا تو وہ پہلے اس بیان کی سند بتاوے۔ پھر اس صورت کو اپنے فعل کی نظیر بناوے۔

وجہ دوم۔ یہ کہ فرض کیا اور مان لیا۔ کہ کسی انجیل میں (جو شاید قادیان میں نازل ہوئی ہو۔ جیسا کہ قادیان میں قرآن نازل ہوا۔ جسکے حق میں اِنَّا اَنزَلنٰہُ قَرِیبًا مِنَ القَادِیَان وارد ہے) اس عورت کو فاحشہ اور اسکی تمام کمائی

[1] کیونکہ حضرت مسیح کی شاگرد عورت کا فاحشہ ہونا عادۃً ناممکن ہے۔

یا خاص کر اس عطر کو مال حرام کہا ہو۔ تو پھر اس انجیل کا ایسا بیان جسکی تصدیق قرآن اور حدیث میں نہ ہوئی ہو۔ کیونکر لائق اعتماد اور صحیح متصور ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ قصہ تحریف کا نتیجہ ہو۔ جسپر اس قصہ کے بیان میں اناجیل اربعہ کا اختلاف شاہد ہے۔ اور کادیانی خود اناجیل کو محرف اور کایا پلٹ قرار دے چکا ہے۔ اس باب میں جو اہل اسلام کا خیال و مقال ہے اسکی تفصیل تو اشاعۃ السنۃ نمبر وغیرہ جلد ۱۱ میں بخوبی ہو چکی ہے۔ اس مقام میں کادیانی کا اعتقاد و قول صفحہ ۳۳۳ براہین احمدیہ سے نقل کیا جاتا ہے۔

"اس بات پر عیسائیوں کو بھی نہایت توجہ سے غور کرنی چاہیے کہ خدا بے مثیل و مانند اور کامل کی کلام میں کن کن نشانیوں کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ انکی انجیل بوجہ محرف اور مبدل ہو جانے کے ان نشانیوں سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے۔ بلکہ الٰہی نشان تو یک طرف رہے معمولی راستی اور صداقت بھی کہ جو ایک منصف اور دانشمند متکلم کے کلام میں ہونی چاہیے۔ انجیل کو نصیب نہیں۔ کم بخت مخلوق پرستوں نے خدا کے کلام کو خدا کی ہدایت کو خدا کے نور کو اپنے ظلمانی خیالات سے ایسا ملا دیا کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے رہزنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ ایک عالم کو کس نے توحید سے برگشتہ کیا ہے؟ اسی مصنوعی انجیل نے ایک دنیا کا کسنے خون کیا ہے۔ انہیں تالیفات اربعہ نے جن اعتقادوں کی طرف مخلوق پرست کا نفس امارہ جھکتا گیا اسی طرف ترجمہ کرنے کے وقت انکے الفاظ بھی جھکتے گئے کیونکہ انسان کے الفاظ ہمیشہ اسکے خیالات کی تابع ہوتے ہیں۔ غرض انجیل کی ہمیشہ کایا پلٹ کرتے رہنے سے اب وہ کچھ اور ہی چیز ہے اور خدا بھی اسکی تعلیم موجودہ کے رو سے وہ اصلی خدا نہیں کہ جو ہمیشہ حدوث اور تولد اور تجسم اور موت سے پاک تھا۔ بلکہ انجیل کی تعلیم کے رو سے عیسائیوں کا خدا ایک نیا خدا ہے یا وہی خدا ہے کہ جسپر بدقسمتی سے بہت سی مصیبتیں آئیں اور آخری حال اسکا پہلے حال سے کہ جو ازلی اور قدیم تھا بالکل بدل گیا اور ہمیشہ قیوم اور غیر متبدل رہکر آخرکار تمام قیومی اسکی خاک میں مل گئی ماسوائے اسکے عیسائیوں کے محققین کو خود اقرار ہے کہ ساری انجیل الہامی طور پر نہیں لکھی گئی بلکہ متی وغیرہ نے بہت سی باتیں اُسکی لوگوں سے سن سنا کر لکھی ہیں اور لوکا کی انجیل ہیں تو خود لوکا اقرار کرتا ہے کہ جن لوگوں نے مسیح کو دیکھا تھا ان سے دریافت کرکے میں نے لکھا ہے۔ پس اس تقریر میں خود لوقا اقراری ہے کہ اسکی انجیل الہامی نہیں کیونکہ الہام کے بعد لوگوں سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی اسیطرح مرقس کا مسیح کے

شاگردوں میں سے ہونا ثابت نہیں پھر وہ نبی کیونکر ہوا۔ بہر حال چاروں انجیلیں نہ اپنی صحت پر قائم ہیں اور نہ اپنے سب بیان کے رو سے الہامی ہیں اور اسی وجہ سے انجیلوں کے واقعات میں طرح طرح کی غلطیاں پڑ گئیں اور کچھہ کا کچھہ لکھا گیا۔ غرض اس بات پر عیسائیوں کے کامل محققین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ انجیل خالص خدا کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ پیتے واری گانو کی طرح کچھہ خدا کا۔ کچھہ انسان کا ہے۔"

اس قول واعتقاد کے ساتھہ کادیانی اس صورتِ قصہ کو اگر وہ کسی انجیل میں پائی بھی جائے کیونکر دستاویز بنا سکتا ہے۔ اور اپنے فعل کو اسکی نظیر بناکر اسکو کیونکر جائز کر سکتا ہے۔

وجہ سوم۔ یہہ بھی فرض کیا اور بطور فرض محال مان لیا کہ اس صورت واقعہ عطر کے بیان میں اناجیل اربعہ متفق ہیں اور انکا یہہ بیان تحریف وتصرف سے خالی ہے تو پھر بھی یہہ صورت احکام اسلام کے مقابلہ میں لائق دستاویز وتمسک نہیں ہے۔ اسلام میں صاف آچکا ہے کہ حرام سے بچو اور حلال کھاؤ **قرآن** میں ارشاد ہے ایمان والو طیبات وحلال کھاؤ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

غ یا ایها الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم (ایضاً)

م کلوا مما فی الارض حلالا طیبا (ایضاً ع ۲)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات استبرء لدینه الحدیث متفق علیه۔ قال رسول اللہ صلعم ثمن الکلب خبیث ومهر البغی خبیث رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۲۳۴

نهی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن کسب الامة حتی یعلم من این هو رواہ ابو داؤد ص ۱۳۰ ج ۲

حلال بھی ظاہر ہے حرام بھی ظاہر اور ان کے بیچ میں ایسی مشتبہ چیزیں ہیں جنکو بہت لوگ نہیں جانتے۔ جو ان سے بچ گیا اس نے اپنے دین کو بچا لیا۔ اور آپ نے فرمایا کتے کا دام پلید ہے۔ زانیہ کی اجرت خبیث ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسبی کی کمائی (کام میں لانے) سے منع کیا ہے جبتک معلوم نہو کہ وہ کہاں سے آئی یعنے یہ معلوم نہو کہ وہ اسکو جائز ذریعہ سے ملی ہے۔

اس حکم اسلام کے مقابلہ میں کادیانی کا اپنے فعل کو جائز بنانے کے لیے اس صورت سے (اگر وہ انجیل میں آچکی ہو اور صحیح وثابت ہو) دستاویز کرنا اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک کب جائز ہے۔

کادیانی کو قرآن اور حدیث اور دین اسلام سے اپنے فعل کے جواز کی دلیل نہ ملی تو اسنے حکم اسلام کے مقابلہ میں ایسی کتابوں کی (جنکو وہ محرف وغیر محفوظ سمجھتا ہی) ایکبات اسمیں جھوٹ ملاکر اپنی دلیل بنالی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کادیانی کسی مذہب کا پابند نہیں ہی۔ نہ اسلام کا نہ عیسائی مذہب کا اور نہ کسی کتاب آسمانی کی قید میں ہے۔ نہ قرآن وحدیث کی قید میں اور نہ انجیل کی۔ اور جس سے کام نکلے نکال لیتا ہے اور جو داؤ چلے چلا لیتا ہے۔ آپنے اس فعل شنیع کی تصحیح اور اسکے سرعقلی کی تشریح کے لیے جو کادیانی نے اصول بیان کیا ہے۔ کہ نافرمان انسان کا مال اور اسکی جان اسکے ملک سے خارج ہوکر خدا کے ملک میں ہوجاتے ہیں پھر خدا جسکو (رسولوں کو خواہ کسی اور کو) چاہتا ہے انکی جان و مال کا مالک بنادیتا ہی اور اسکے ہاتھ انکو تلف کرادیتا ہے۔ (جو صفحہ ۱۹۵ میں اسکی اصل عبارت سے منقول ہے)۔

یہ اصول ریلیجیس (مذہبی) نظر سے علیحدہ پولیٹیکل نگاہ سے بھی غور و توجہ ناظرین کی لائق ہے۔ اس اصول کا ماحصل یہہ ہے کہ نافرمانبردار انسان کا مال اور اسکی جان صرف نافرمانی کے سبب معصوم و محفوظ نہیں رہتے۔ اور ہر شخص کے لیے اسکی جان کو مار دینا اور اسکے مال کو تلف کردینا جائز و مباح ہوجاتا ہے۔ یہہ اصول اسلام کے اور اسکے اصول و دلائل قرآن حدیث سے بالکل مخالف ہی۔ اسلام نے صرف کفر یا فسق کو کفار یا فساق کے جان و مال کی غیر معصوم اور مباح ہونے کا موجب نہیں ٹھہرایا۔ یہہ ہوتا تو عہدی اور ذمی کافروں کا مال اور خون مباح ہوجاتا۔ حالانکہ بنصوص قرآن و حدیث کی حکم سے انکے مال اور جان ویسے ہی مسلمانوں پر حرام ہیں جیسے مسلمانوں کے مال و جان۔ اس مسئلہ کی تفصیل و دلائل ہماری رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد میں ہوچکی ہے۔ اور کفر سے اتر کر نافرمانی جو فسق کہلاتی ہی اور وہ اکثر مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ تو کسیوجہ سے بھی فاسقوں کے مال اور جان کو مباح نہیں کرتی۔ یہہ اباحت کفر سے (جو نافرمانبرداری کا اعلے درجہ ہی) نہوئی تو فسق سے (جو اس سے کمتر ہے) کیونکر ہوسکتی ہی اور فاسقوں کے مال اور جان صرف اسوجہ سے کہ وہ نافرمان ہیں کیونکر مسلمانوں پر مباح ہوسکتی ہیں۔ معلوم نہیں کادیانی نے یہہ طریقہ اصول کس مذہب سے اخذ کیا ہی۔ اسلام میں تو اسکا کہیں اثر و نشان نہیں پایا جاتا۔ اس طرفہ پر طرہ یہہ کہ یہہ اصول باوجود بے اصل ہونے اور اصول اسلام سے مخالف ہونیکے کادیانی کی اس

فعل شنیع کو صحیح نہیں بناتا اس اصول کی روسے کادیانی کا فعل تب صحیح ہو سکتا جبکہ خدا تعالی وہ ناجائز مال بلا واسطہ صاحب مال کی کادیانی کو دلوا دیتا۔ کادیانی زور شمشیر سے اور اپنی غلبہ اور شوکت سی اسپر قبضہ کرتا۔ اس صورت میں کادیانی اپنے اس ملحدانہ اصول کی روسے کہہ سکتا کہ خدا تعالی نے اس مال کو انکی نافرمانی کی سبب انکی تصرف و اختیار سے نکالکر میری قبضے و تسلط میں کر دیا ہے۔ وہ مال تو کادیانی نے التجا و منت اور سوال سے اور دہوکہ اور فریب دیکر صاحب مال سی لیا ہے۔ اور اسنے کادیانی کو دیا ہے اور کادیانی اس مال کی تصرف میں اسیکا نائب اور خلیفہ ہے اور اسیکی حکم میں ہے۔ لہذا اس مال کو کادیانی کا اصل مالک کی اجازت سے استعمال لانا ویسا ہی جیساکہ اصل مالک کا اسکو اپنے تصرف لانا۔ جو کادیانی کی نزدیک بھی جائز نہیں پس بحکم نیابت کادیانی کو بھی اس مال کا اپنی تصرف میں لانا جائز نہیں ہے نہ وہ مال اصول مذکورہ سی مطابق کادیانی کی تصرف میں آیا اور نہ اس اصول کی روسے اسکا استعمال اسکے لیے جائز ہے۔ اس بات کی سمجھنے کو کسیقدر علم بکار ہی جو لوگ اسکو سمجھ سکیں وہ کسی اہل علم سی پوچھ لیں۔ **پولیٹکل** نگاہ سی جو اس اصول میں غلطی و فساد ہے اسکو پولیٹیشن اعیان خود سمجھ سکتے ہیں اہم اسمقام پر اس تفصیل کو ضروری نہیں سمجھتے۔ ضرورت ہوئی تو آئندہ ایشو (اشاعت) میں بضمن مضمون فتنہ کادیانی نمبر ۲۔ اسکی تفصیل کرینگے انشاء اللہ تعالے۔ **اتنی بات** تو کس و ناکس گو پولیٹیشن ہو سمجھ سکتا ہے کہ کادیانی کی نزدیک سکنائے ہندوستان وغیرہ بلاد کا کوئی شخص غیر مذہب (حاکم ہو خواہ محکوم) معصوم المال والدم نہیں بلکہ خدا کی نافرمانی کی سبب انکی خونریزی کرنا اور انکا مال لوٹ لینا مباح اور حلال ہے۔ اور جو اسکی برخلاف کادیانی نے براہین احمدیہ اور کتاب وساوس میں برٹش گورنمنٹ سی لڑنے کو ناجائز کہا ہے۔ اور گورنمنٹ کی تعریف میں بہت سے اوراق کو سیاہ کیا ہے وہ سب فقرہ بازی ہے۔ اور ایک پولیٹکل چال۔ درحقیقت وہ ہر شخص کو جو اسکے خیالمیں خدا و رسول کا نافرمان ہو مباح المال والدم سمجھتا ہے۔ اور اس اعتقاد کے موافق عمل کرنیسے وہ اسلیے متوقف ہے کہ ہنوز بے ساز و سامان ہے اگر اسکے دعوی مہدویت کو اسکے خاص خلفا اور حواریوں کی کوشش سے جسمیں وہ رات دن مصروف ہیں کسی بااختیار رئیس اور جمہور خلائق نے مان لیا تو وہ سبہی نافرمانوں کو تہ تیغ کریگا۔ اور اپنے اعتقاد کے موافق عمل کر دکہائیگا۔ اور اگر کادیانی یہہ کہے کہ میرا یہ اصول اس ملک کے اشخاص اور گورنمنٹ غیر مذہب کو شامل نہیں تو استثنا کی وجہ بیان کرنی کیا وہ لوگ کادیانی کے نزدیک خدا کے نافرمان نہیں ہیں؟۔ نہیں تو کادیانی نافرمان کی تعریف بتادے۔ جو ان لوگوں پر صادق نہ آوے بلکہ انکو فرمانبردار خدا و رسول بنادے۔ اس صورت میں وہ اس سوال کا جواب بہی دے کہ اگر اسکے نزدیک انصاری خدا کی فرمانبردار ہیں تو پہر وہ ان سب کو خاص کر ملکہ معظمہ قیصر ہند کو اطاعت اسلام کی دعوت کیوں کرتا ہے۔ جو اسکی آخری کتاب وساوس میں بہی موجود ہے۔ (باقی آئندہ) +